Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 01, January - March 2026, **PP**: 243-254
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مرسل، معلق اور معضل کے اصول وضوابط

The Principles and Methodological Criteria of Mursal, Mu'allaq and Mu'ḍal Ḥadīth According to Shaykh Nāṣir al-Dīn al-Albānī

1. Kashif Javed kashifjavedss26@gmail.com	*PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.*
2. Dr. Manzoor Ahmad drmanzoor67@yahoo.com	*Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.*

How to Cite:	Kashif Javed and Dr. Manzoor Ahmad. 2026: "The Principles and Methodological Criteria of Mursal, Mu'allaq and Mu'ḍal Ḥadīth According to Shaykh Nāṣir al-Dīn al-Albānī". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (01): 243-254.		
Article History:	**Received**: 28-02-2026	**Accepted**: 21-03-2026	**Published**: 31-03-2026

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI · Advanced Sciences Index · CiteFactor · Asian Research Index · SCI · Google Scholar · اردو جرائد اشاریہ · تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ · ADL Asian Digital Library · EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE *of Social Sciences Research & Development*

شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مرسل، معلق اور معضل کے اصول وضوابط

The Principles and Methodological Criteria of Mursal, Mu‘allaq and Mu‘ḍal Ḥadīth According to Shaykh Nāṣir al-Dīn al-Albānī

1. **Kashif Javed**
PhD Scholar,
Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.
kashifjavedss26@gmail.com

2. **Dr. Manzoor Ahmad**
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan.
drmanzoor67@yahoo.com

Abstract

In the preservation and critical understanding of the Prophetic Ḥadīth, the distinguished scholars of Ḥadīth engaged in extremely meticulous discussions regarding the continuity and discontinuity of chains of transmission. Based on the connection or disconnection within the chain (sanad), various categories of Ḥadīth were identified, among which mursal, mu‘allaq, and Mu‘ḍal narrations hold particular significance. Differences of opinion are found among the scholars of Ḥadīth regarding the acceptance or rejection of these types of reports. Shaykh Nāṣir al-Dīn al-Albānī (may Allah have mercy upon him), who is widely recognized in the contemporary era as a reviver of the science of Ḥadīth, also established principles and guidelines concerning these categories according to his distinctive methodology. In accepting or rejecting mursal, mu‘allaq, and Mu‘ḍal narrations, he partially differed from the majority of Ḥadīth scholars and, on several occasions, adopted independent positions. This discussion aims to clarify the standards of authenticity, evidentiary value, and legal inference of these categories of Ḥadīth according to Nāṣir al-Dīn al-Albānī, and to identify where his methodology aligns with the principles of the majority of scholars and where it diverges. In this chapter, we will attempt not only to understand Shaykh Nāṣir al-Dīn al-Albānī's methodology in light of primary and secondary sources, but also to analyze his practical applications and examples so that a clear framework of his principles regarding mursal, mu‘allaq, and Mu‘ḍal narrations may emerge.

Keywords: *Ḥadīth, Sanad, Nāṣir al-Dīn al-Albānī, Narrations, Methodology.*

تمہید وتعارف

علم حدیث کے محققین کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ روایات کی تطہیر میں شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ تعالی کی بہت بڑی کوشش ہے اسی وجہ سے شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ تعالی نے چند اصول اور قواعد قائم کیے اور پھر ان اصول و قواعد کی جزئیات اور شاخیں بنائیں۔ انہوں نے بعض ان احادیث کو ضعیف قرار دیا جنہیں محدثین نے صحیح قرار دیا تھا اور بعض ان احادیث کو صحیح قرار دیا جنہیں محدثین نے ضعیف کہا تھا۔ علماء نے روایات کے انتساب کی تصدیق کے لیے سخت علمی طریقہ کار وضع کیا ہے باوجودیکہ علمائے حدیث کا آپس میں بھی اس منہج کی بعض جزیات میں اختلاف ہے۔ اس کے علاوہ شیخ البانیؒ نے فقہاء، محدثین اور اسی طرح بعض معاصرین سے بھی اختلاف کیا ہے۔ لہذا ہم اس مقالہ میں شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں احادیث کی مذکورہ اقسام مرسل، معلق، معضل کے اصول وضوابط کو جانیں گے اور اس کے علاوہ اس فن کے ماہرین اور علامہ البانی کے موقف کی آگاہی حاصل کریں گے۔

حدیث مرسل سے متعلق علامہ البانی کا مؤقف اور اصول و معیارات

لغت میں مرسل اسم مفعول کا صیغہ ارسل مادہ سے ہے۔ جیسے کہتے ہیں "ارسل الشئ یعنی اس نے اسے چھوڑ دیا۔"[1] اس کی جمع مراسیل آتی ہے اور مرسل کہا جاتا ہے جس کی سند کو چھوڑ دیا ہو اور اسے ثقہ کے ساتھ مقید نہ کیا ہو۔ مرسل ارسال سے اسم مفعول ہے۔ جس کے معنی ہیں" بھیجنا اور آزاد چھوڑ دینا۔"[2] مرسل سے مراد وہ روایت ہے جس کی سند کو آخر سے حذف کر دیا گیا ہو یعنی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حدیث بیان کرے۔[3]

اصطلاح میں متقدمین اور متاخرین کا مرسل کی تعریف میں اختلاف ہے[4] جس کو اجمالا دو تعریفوں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ پہلی تعریف یہ ہے کہ محدثین کے ہاں مشہور یہ ہے کہ حدیث مرسل وہ ہوتی ہے جسے تابعی نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہو اور یہی رائے متاخرین محدثین اور متقدمین محدثین کی ہے۔"[5] دوسری تعریف فقہاء، اصولیین، خطیب اور محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک یہ ہے کہ جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو گئی ہو وہ مرسل ہے۔ ان کے نزدیک مرسل منقطع کے معنی میں ہے۔[6] گویا کہ مرسل فقہاء اور اصولیین کے نزدیک وہ حدیث ہے جس کی سند میں ایک راوی یا ایک سے زیادہ راوی کہیں سے گرے ہوئے ہوں پس وہ حدیث مرسل ہے خواہ وہ راوی کہیں سے بھی گرا ہوا ہو اور یہی قول بعض متقدمین کا ہے جیسے ابو داؤد ابن ابی حاتم وغیرہ اور یہی بات ان کی مراسیل کی کتابوں سے بھی سمجھ آتی ہے۔

حدیث مرسل سے متعلق جمہور کے اصول اور علامہ البانی کے معیارات

اوّل: مرسلِ صحابی کے قبول اور عدم قبول کے اصول و ضوابط

مرسل صحابی وہ حدیث ہے جسے کسی کم عمر صحابی نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہو جیسے ابن عباس اور ان جیسے دوسرے وہ صحابہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت کم احادیث یاد کیں اور اسی حکم میں وہ بڑے صحابہ بھی داخل ہیں جن کے بارے میں یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث واسطے کے بغیر نہیں سنی۔ ایسی حدیث مرسل کا حکم اس وصل کی طرح ہیں جس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ علامہ نوویؒ کے نزدیک مرسل صحابی اس طرح ہے جیسے انہوں نے کسی ایسی چیز کی خبر دی ہو جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہو اور ہمیں علم ہو کہ وہ صحابی اس وقت موجود نہیں تھے اپنی کم عمری کی وجہ سے یا تاخیر اسلام کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے تو اس بارے میں صحیح مذہب یہ ہے کہ اس سے جمہور صحابہ نے استدلال کیا ہے اور جمہور اہل علم کہتے ہیں کہ یہ حدیث حجت ہے۔ وہ محدثین جو صحیح حدیث کے لیے شرط لگاتے ہیں کہ مرسل سے استدلال نہیں کیا جا سکتا انہوں نے حدیث کا اتباع کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مرسل صحابی صحیح میں داخل نہیں ہو گی۔ بخاری اور مسلم میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ شوافع کے ایک متبحر محدث علامہ ابو اسحاق فرماتے ہیں:

> مرسل صحابی سے استدلال نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس مرسل کا حکم عام مرسل حدیث کی طرح ہے مگر جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ صحابی ہمیشہ مرسل روایت بیان کرتا ہے۔ جب اس نے نبی کریم ﷺ سے یا کسی دوسرے صحابی سے سنا ہو علامہ ابو اسحاق یہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات صحابہ غیر صحابی سے بھی روایت کر لیتے ہیں اور خطیب بغدادی اور بعض دوسرے علماء نے یہی مذہب بیان کیا ہے۔[7]

بعض علماء نے پہلے مذہب کو ترجیح دی ہے جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے کہا ہے:

صحابہ کی مرسل روایت یا تو وہ رسول اللہ ﷺ سے ہو گی یا کسی دوسرے صحابی سے ہو گی اور ہر ایک مقبول ہے اور اس بات کا احتمال کہ کبھی کبھار صحابی کسی تابعی سے روایت کر دیتا ہے بعید ہے بر خلاف باقی لوگوں کی مراسیل کے، کہ یہ تابعین سے بکثرت پائی جاتی ہیں۔ پس یہ احتمال مضبوط ہوا کہ صحابہ کے علاوہ کی مرسل روایت میں گرنے والا راوی غیر صحابی ہو گا اور یہ احتمال بھی پیدا ہو گیا کہ غیر صحابی کی مرسل روایت میں گرنے والا راوی ثقہ نہ ہو گا۔[8]

حدیث مرسل دراصل وہ روایت ہوتی ہے جس کی سند کو آخر سے حذف کر دیا گیا ہو یعنی تابعی، صحابی کے واسطے کے بغیر براہ راست نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرے۔ اب اس کی تعریف میں محدثین کا تھوڑا سا اختلاف ہے۔ محدثین کے ہاں تو یہ مشہور ہے کہ حدیث مرسل وہ ہوتی ہے جسے تابعی نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہو اور یہی رائے متاخرین اور متقدمین محدثین کی ہے۔ یہ پہلے گروہ کا موقف ہے اور دوسرا گروہ جو فقہاء اصولین اور محدثین کے ایک جماعت پر مشتمل ہے ان کے نزدیک مرسل حدیث وہ ہے جس کی سند کسی بھی وجہ سے کہیں سے بھی منقطع ہو گئی ہو۔ ان کے نزدیک مرسل منقطع کے معنی میں ہے۔ مرسل فقہاء اور اصولین کے نزدیک وہ حدیث ہے جس کی سند میں ایک راوی یا ایک سے زائد راوی کہیں سے گرے ہوئے ہوں، وہ حدیث مرسل ہے، خواہ وہ راوی کہیں سے بھی گرا ہوا ہو۔

مرسل کو اگر دیکھا جائے کہ قبول کرنا ہے یا نہیں اس کے بارے میں بھی علماء کے اور محدثین کے مختلف موقف ہیں۔ پہلا موقف یہ ہے کہ مرسل صحابی یعنی ایسا صحابی جو کم عمر تھا اور اس نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے بہت کم احادیث لی ہیں باقی دوسرے صحابہ سے اس نے احادیث یاد کیں، جیسے ابن عباس وغیرہ اور دوسری بات جو انہوں نے احادیث دوسرے صحابہ سے لی اس کے بارے میں یہ قطعیت سے معلوم ہو کہ یہ حدیث اس نے نبی کریم ﷺ سے براہ راست نہیں سنی۔ اس حدیث مرسل کے بارے میں یہ حکم ہے کہ یہ وصل کی طرح ہے اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ مرسل صحابی اس طرح ہے کہ انہوں نے کسی ایسی چیز کی خبر دی جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہو اور ہمیں علم ہو کہ وہ صحابی اس وقت موجود نہیں تھے اپنی کم عمری کی وجہ سے یا تاخیر اسلام کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے وہ براہ راست حدیث انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنی۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابہ اور اہل علم نے اس سے استدلال کیا ہے اور اہل علم کے نزدیک یہ حدیث حجت ہے۔ وہ محدثین جو صحیح حدیث کے لیے شرط لگاتے ہیں کہ مرسل سے استدلال نہیں کیا جا سکتا تو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مرسل صحابی صحیح میں داخل نہیں ہو گی۔ بخاری اور مسلم میں اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔ اس حوالے سے علامہ اسحاق شافعی عالم فرماتے ہیں کہ مرسل صحابی سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ اسحاق کے نزدیک اس مرسل کا حکم عام مرسل حدیث کی طرح ہے، جب تک یہ اس میں یہ واضح نہ ہو جائے کہ صحابی ہمیشہ مرسل روایات بیان کرتا ہے جب اس طرح نبی کریم ﷺ سے یا کسی دوسرے صحابی سے سنا ہو۔ علامہ ابو سحاق یہ بھی فرماتے ہیں کہ بعض اوقات صحابی غیر صحابی سے بھی روایت کر لیتے ہیں۔ خطیب بغدادی اور دوسرے علماء کا اور دوسرے بعض علماء کا یہی مذہب ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ عام مرسل سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور صحابی کی مرسل سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

دوم: غیر صحابی کی مرسل روایت سے استدلال کرنے کے اصول و معیارات

علامہ علامہ ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں:

یہ بات جان لینی چاہیے کہ حفاظ کے کلام اور فقہاء کے کلام میں اس باب میں کوئی فرق نہیں ہے بے شک حفاظ

حدیث معین کی صحت کا ارادہ رکھتے ہیں جب وہ مرسل ہو اور یہ ان کے طریقے کے مطابق درست نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس میں انقطاع آچکا ہے۔ وہ سند رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچتی۔ بہر حال فقہاء کی مراد اس معنی کا درست ہونا ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے بس جب یہ معنی مرسل قرائن سے مضبوط ہو جائے جو اس بات پر دلالت کر رہے ہوں کہ اس حدیث مرسل کا کوئی اصل ہے تو یہ گمان مضبوط ہو جاتا ہے کہ جس چیز پر یہ حدیث دلالت کر رہی ہے وہ صحیح ہے تو پس اس سے استدلال کرنا درست ہو گا جب اس کے ساتھ قرائن ہو یہی تحقیق ہے آئمہ کے نزدیک حدیث مرسل سے استدلال کرنے کی اور علامہ ابن جریر اور اس کے علاوہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ اس قول کا مطلق ہونا کہ حدیث مرسل درست نہیں ہے بغیر کسی تفصیل کے یہ بدعت ہے جو دوسری صدی ہجری کے بعد پیدا ہوئی۔[9]

علامہ نور الدین عتر نے فقہاء اور محدثین کے اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے تبصرہ کرتے ہیں:

حافظ ابن رجب کا مرسل حدیث کو ثبوت کے طور پر استعمال کرنے کے مسئلہ پر ایک قابل قدر تجزیہ ہے۔ یہ ایک اچھی اور صحیح کاوش ہے، جیسا کہ تمام مکاتب فکر میں فقہ کی کتابوں کا ثبوت ملتا ہے، آپ ان میں مرسل حدیث کو قابل استدلال کہہ سکتے ہیں۔[10]

مرسل کے بارے میں علامہ البانی کا موقف

مرسل یا تو صحابی کے ساتھ خاص ہو گی یا تابعی کے ساتھ خاص ہو گی۔ علامہ البانی کے ہاں صحابہ کی تمام مراسیل قابل استدلال ہیں۔[11] اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ البانیؒ کے ہاں صحابہ تمام کے تمام عادل ہیں اور ان کی عدالت کی پڑتال کی ضرورت نہیں۔ تابعی کی مرسل کے بارے میں شیخ ناصر الدین البانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس طرف اشارہ کرنا نہایت ضروری ہے کہ مرسل ضعیف حدیث کی اقسام میں سے ہے۔"[12]

علامہ البانی کا موقف یہ ہے کہ حدیث مرسل قابل قبول نہیں ہے۔ اس کا سبب وہ راوی ہے جو حذف کیا گیا ہے اور اس کے حال کا علم نہ ہونا ہے۔ علامہ البانی کا یہ خیال ہے کہ اسی حدیث مرسل کا دوسرے طریق سے وارد ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس مرسل راوی نے پہلے تابعی سے روایت کرنے والوں کے علاوہ کسی اور سے روایت کو لیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دونوں مرسلوں کے راوی ایک جیسے نہیں ہیں۔ یہی امام شافعی کی رائے ہے اور لگتا ہے کہ علامہ البانی امام شافعیؒ کی موافقت کر رہے ہیں اس وجہ سے کہ علامہ البانی نے فرمایا ہے:

یہ ایک بہت ہی گہری اور نازک بات ہے جسے میں نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے کلام کے علاوہ کسی اور کے کلام میں نہیں پایا بس آپ اسے یاد کرو اور اسے اپنے ذہن میں بٹھا لو جب بھی آپ کے سامنے سے ایسی مرسلات گزریں جن کو بعض نے اس اہم شرط کی رعایت کیے بغیر تقویت دینے کی کوشش کی ہو اس اہم شرط کی رعایت کیے بغیر کہ یہی روایت دوسرے طرق سے بھی وارد ہوئی ہیں۔[13]

پھر یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی حدیث مرسل سے استدلال کی رائے کو رد کرتے ہیں تاکہ حدیث مرسل سے استدلال کرنے کا عمل ساقط ہو سکے اگرچہ اس کے طرق متعدد ہوں۔ شیخ البانی کہتے ہیں کہ:

اس شرط کا پایا جانا اس قسم کی حدیث مرسل میں کوئی آسان کام نہیں ہے اور اگرچہ ہم تحقیق کر بھی لیں کہ یہ

شرط پائی جاتی ہے اس کے باوجود اس پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں احتمال ہے کہ اس کے دونوں واسطے یا تمام کے تمام واسطے ضعیف ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا ضعف وہ اس پہلی قسم کا ہو کہ جس کا جبیرہ اس جیسی حدیث سے کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا ضعف اس دوسری قسم سے ہو کہ جس کی وجہ سے حدیث قوی نہیں ہو سکتی کثرت طرق کے باوجود اور ان تمام احتمالات کے پائے جانے کی وجہ سے حدیث مرسل سے استدلال کرنا ساقط ہو جاتا ہے اگر چہ اس کے طرق متعدد ہوں۔[14]

پھر اس کے بعد علامہ البانی مزید فرماتے ہیں کہ:

یہ تحقیق میں نے اپنے سے پہلے کبھی نہیں پائی اگر میں اس میں درست ہوں تو یہ سب اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور اگر اس پہ میں نے غلطی کی تو یہ میری جانب سے ہے اور میں اس پہ اللہ تعالی سے اپنے گناہ کی معافی چاہتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرسل سے استدلال کرنے کے معنی دو ہیں: پہلا تو یہ ہے کہ اس کا مصدر ایک ہو دوسرا یہ کہ اس کے مصدر تو زیادہ ہوں لیکن وہ سارے انتہائی ضعیف ہوں۔[15]

اس سب کے باوجود علامہ البانی نے بعض مرسل حدیثوں کو قبول کیا ہے ان کی خصوصیت کی وجہ سے جیسے کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی کی مرسلات ہیں۔ اس وجہ سے کہ البانی یہ سمجھتے ہیں کہ جو واسطہ یہاں پر محذوف ہے یا معلوم نہیں ہے تو یہ جہالت قابل قبول ہے اس وجہ سے کہ ابراہیم نخعی نے یہ حدیث بہت سارے طرق سے جمع کی ہوتی ہے بعض تابعین سے اور بعض کبار تابعین سے دوسرے جہت سے تو لہذا یہ حدیث قابل قبول ہے۔[16] نیز علامہ البانی کہتے ہیں کہ:

حسن بصری کبھی حدیث کو صحابی سے روایت کرتے ہیں لیکن وہ صحابی کا نام نہیں لیتے پھر اسی حدیث کے خلاف فتوی دے دیتے ہیں جس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اس حدیث مرسل پر اعتماد نہیں کرتے۔[17]

اس طرح کی اور مثالیں جن پر علامہ البانی نے ضعیف حدیث کا حکم لگایا ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے مبغوض چیز طلاق ہے۔[18] خلاصہ یہ کہ یہ حدیث معروف واصل نے چار طرق سے روایت کی ہے، محمد بن خالد الواھبی، احمد بن یونس، وکیع بن جراح اور یحیی بن بکیر سے، آگے اس میں اختلاف ہے۔ پہلے روایت کرتے ہیں محارب بن دثار اور وہ روایت کرتے ہیں ابن عمر سے مرفوعا اور باقی روایت کرتے ہیں محارب سے مرسلا اور حدیث کے ماہر عالم کو اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ ان کی روایت سب سے زیادہ راجح ہے اس وجہ سے کہ ایک تو ان کا عدد زیادہ ہے اور دوسرا ان کا حفظ مضبوط ہے۔ شیخین نے اپنی کتابوں میں ان سے استدلال کیا اور ان کے علاوہ ابو حاتم نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔

حدیث معضل سے متعلق علامہ البانی کے اصول وضوابط

معضل عضال سے ہے یعنی سخت معضلات، سختیوں اور شدائد کو کہا جاتا ہے۔[19] اصطلاح میں معضل اس روایت کو کہتے ہیں کہ جو تبع تابعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔[20] امام حاکم فرماتے ہیں کہ:

ہر وہ روایت جو اس جیسی ہو وہ معضل نہیں ہو گی بلکہ بعض اوقات تبع تابعی حدیث کو معضل کر دیتے ہیں اور تبع تابعی یا بعد میں آنے والے بھی پھر اس کو ملا دیتے ہیں یا مرسل کر دیتے ہیں۔[21]

معضل کے بارے میں علماء کا موقف

اکثر محدثین نے حدیث کی حفاظت کے لیے، اس میں زیادتی کے ڈر سے، محذوف راوی کی حالت کے معلوم نہ ہونے کی

وجہ سے اور اتصال کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے حدیث معضل کو رد کیا ہے۔ علامہ جوزجانی (ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق السعدی الجوزجانی) فرماتے ہیں کہ:

معضل منقطع سے بھی زیادہ اور مرسل سے بھی زیادہ کمزور ہے اور اس سے استدلال کرنا ممکن نہیں ہے۔[22]

اسی وجہ سے حدیث معضل کو فقہاء نے رد کیا ہے کیونکہ یہ حدیث مرسل کے مشابہ ہے۔ فقہاء کے نزدیک ہر وہ حدیث جس میں انقطاع آجائے اسے مرسل ہی کہا جاتا ہے۔

حدیث معضل کے بارے میں علامہ البانیؒ کا مؤقف

علامہ البانی کی تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انقطاع اور اعضال ایسے اسباب ہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس سے استدلال کرنے پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ علامہ البانی کے ہاں معضل اور منقطع حدیث، ضعیف حدیث کی اقسام میں سے ہیں جن سے استدلال کرنا درست نہیں ہے اس وجہ سے کہ ان میں اتصال کی شرط نہیں پائی جاتی۔[23] علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے میں اسی چیز کو لیتے ہیں جس چیز کو علمائے حدیث نے لیا ہے یعنی سند میں سے پے در پے دو راویوں کا گر جانا اور اس کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ علامہ البانیؒ نے حدیث میں سید الفوارس ابو موسی پر ضعیف کا حکم لگایا ہے اور اپنی تخریج میں فرمایا ہے کہ:

اسے ابن سعد نے روایت کیا ہے احمد بن عبد اللہ بن یونس سے جنہوں نے روایت کی ہے نعیم بن یحیی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ذکر کیا۔ البانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ضعیف اور معضل ہے اور نعیم تبع تابعین میں سے ہیں۔[24]

حدیث معلق سے متعلق علامہ البانی کے اصول وضوابط

معلق لغت میں کہتے ہیں ایک چیز کو کسی بلند چیز کے ساتھ لٹکانا۔ لفظ معلق لغت کے اعتبار سے تعلیق سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنٰی ہے "لٹکانا"۔[25] اصطلاح میں معلق اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند کے شروع میں سے ایک راوی یا ایک سے زیادہ راوی پے در پہ حذف ہوں خواہ آخر سند تک۔ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں اس کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ:

اصطلاح میں معلق اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی حذف کر کے فرمان نبوی ﷺ بیان کر دیا گیا ہو یا صحابی کے علاوہ یا صحابی اور تابعی کے علاوہ باقی سند حذف کر دی گئی ہو۔[26]

حدیث معلق کے بارے میں علامہ البانی کا موقف

اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ حدیثِ معلق میں اتصال کی شرط مفقود ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کو رد کر دیا گیا ہے۔ محذوف راوی کی حالت کے علم نہ ہونے کی وجہ سے اس سے حجت پکڑنا اور اس پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ محذوف راوی ثقہ نہ ہو۔ جب یہ احتمال اس حدیث میں پایا جاتا ہے تو احتیاطاً حدیث معلق کو قبول نہیں کیا جائے گا اور ذخیرہ احادیث میں زیادتی، غلطی اور خطاء کے احتمال سے بچنے کے لیے اس حدیث کو چھوڑا جائے گا۔[27] کبھی کبھی حدیث معلق پر صحت اور حسن کا حکم بھی لگا دیا جاتا ہے جب اس کے محذوف راوی کے بارے میں معلوم ہو جائے کسی اور حدیث کی سند میں آجانے کی وجہ سے یا وہ محذوف راوی کسی ایسی کتاب میں آجائے جنہوں نے صحت کی شرط کا التزام کیا ہے جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونوں میں معلق کا حکم

خاص ہے۔ امام نوویؒ نے ابن صلاح کا اسی موقف کے بارے میں مکمل کلام نقل کیا کہ:

اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اسے صحیح سے نکال سکے اور یہ حدیث مختلف صحیح طریقوں سے ملی ہوئی ہوتی ہے اس وقت کہ جب یہ متابعت کے طور پر ذکر ہو اور اسی کتاب میں یہ حدیث موصول ذکر ہو بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ وہ حدیث علماء کے نزدیک معروف ہو۔[28]

علامہ البانی کا اس بارے میں موقف یہ ہے کہ حدیث معلق حدیث منقطع کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور یہ ضعف کی طرف ہی اشارہ ہے۔[29] ایک خاص بات یہ کہ البانیؒ نے ان معلق احادیث سے استفادہ کیا ہے جن کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا اور انہوں نے معلق احادیث میں سے کچھ احادیث کو خاص وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علامہ البانیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی معلق احادیث کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جسے بخاری رسول ﷺ تک پہنچاتے ہیں، یعنی ان کی سند رسول ﷺ تک متصل ہوتی ہے۔ ان احادیث کے بارے میں علماء کا موقف یہ ہے کہ وہ تمام کی تمام درست ہیں۔ دوسری قسم وہ احادیث ہیں جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ بغیر سند کے رسول ﷺ تک پہنچاتے ہیں، اور اس کی بہت ساری صورتیں ہیں۔ اسی قسم کو حدیث معلق کہا جاتا ہے۔

علماء کا اس بارے میں موقف ہے کہ اس میں صحیح، حسن اور ضعیف احادیث بھی موجود ہیں۔ اس قسم کی احادیث کو صرف امام بخاری رحمہ اللہ کے صحیح بخاری میں ذکر کرنے کی بنیاد پر پوری طرح درجہ نہیں دیا جا سکتا، بر خلاف پہلی قسم کے۔ ہاں، اگر کوئی حدیث یقین و جزم کے صیغے کے ساتھ آئی ہو، جیسے "فلاں نے روایت کیا" یا "فلاں نے ذکر کیا" یا اس جیسے دیگر الفاظ، تو یہ امام بخاری کے نزدیک اس حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔ اگر وہ کمزور صیغوں کے ساتھ آئی ہو، جیسے روایت کیا جاتا ہے" یا "ذکر کیا جاتا ہے" یا اس جیسے دیگر الفاظ، تو یہ اس حدیث کے امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہونے کی دلیل ہے۔ تاہم، یہ قاعدہ ہر جگہ لاگو نہیں ہوتا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روایت جزم کے صیغے کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے اور وہ ضعیف ہوتی ہے، اور کبھی کمزور صیغے کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے اور وہ صحیح ہوتی ہے، مخصوص اسباب کی بنا پر۔ ان اسباب کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مقدمہ فتح الباری میں بیان کیا ہے۔

معلق حدیث کی درجہ بندی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس حدیث کی سند کو دیگر کتب حدیث (جیسے سنن وغیرہ) میں دیکھا جائے اور اس کی سند کا مطالعہ کیا جائے، پھر اس حدیث کو وہ درجہ دیا جائے جس کی وہ مستحق ہے۔ اس وضاحت کے بعد یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ بہت سے لوگ، جن کے پاس امام بخاری رحمہ اللہ کی احادیث کے اس تفصیل کا علم نہیں ہوتا، یہ سمجھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں موجود تمام احادیث صحیح ہیں۔ اسی غلط فہمی کے تحت وہ بعض معلق احادیث کو ذکر کر دیتے ہیں اور لوگوں میں یہ تاثر پیدا کرتے ہیں کہ وہ حدیث صحیح ہے، حالانکہ وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ اسی لیے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر کوئی شخص صحیح بخاری سے کسی ایسی حدیث کو نقل کرے جو دوسری قسم میں سے ہو، تو اسے یہ واضح کرنا چاہیے کہ "امام بخاری نے اس حدیث کو معلق ذکر کیا ہے" یا "امام بخاری نے اس حدیث کو بغیر سند کے ذکر کیا ہے"، تاکہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ وہ حدیث صحیح بخاری کی پہلی قسم میں سے ہے۔[30]

علامہ البانیؒ نے بخاری کی معلق احادیث کو نقل کرنے کے حوالے سے صیغوں میں تفریق کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم ان احادیث میں سے کوئی حدیث نقل کرنا چاہے تو وہ یہ نہ کہے کہ "امام بخاری نے روایت کیا ہے"، کیونکہ یہ تعبیر خاص مسند احادیث کے لیے ہے۔ بلکہ وہ یوں کہے کہ "امام بخاری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"۔ اسی طرح علامہ البانی فرماتے ہیں کہ معلق احادیث کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ "امام بخاری نے ذکر کیا"، بلکہ یہ کہا جائے کہ "امام بخاری نے

اس حدیث کو معلق ذکر کیا ہے"۔ نیز، مسند احادیث کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ "امام بخاری نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا"، تاکہ احادیث کے معلق ہونے کا وہم پیدا نہ ہو۔ نیز علامہ البانی یہ بھی فرماتے ہیں کہ معلق احادیث، ضعیف احادیث کی اقسام میں سے ایک قسم ہیں اور ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث معلق، حدیث منقطع کی ہی ایک قسم ہے اور اس میں ضعف کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک حدیث جس کا مفہوم ہے کہ "میں بھول جاتا ہوں، لیکن اس وقت بھولتا ہوں تاکہ شریعت کو بیان کر سکوں۔"[31] علامہ البانی نے اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام غزالی نے اس حدیث کو انہی الفاظ کے ساتھ اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں ذکر کیا ہے، اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن عبد البر نے اس حدیث کو یقینی طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ حدیث امام مالک کی کتاب میں ہے اور معلق ہے۔ ابن قیم نے "زاد المعاد" میں کہا ہے کہ اس کی سند منقطع اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس حدیث کی کوئی سند نہیں ہے۔

شیخ البانیؒ کے ہاں مرسل، معلق اور معضل سے متعلق قواعد کا لب لباب

شیخ ناصر الدین البانیؒ علمِ حدیث کے مشہور محدثین میں سے ہیں جنھوں نے علمِ حدیث کو جدید دور میں خاص توجہ دی اور امت کو صحیح اور ضعیف کی شناخت کے اصول وضوابط سے روشناس کرایا۔ ان کا علمی منہج اور ضعیف احادیث کے اطلاق کے اصول نہایت اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ انہوں نے احادیث کے مقام و مرتبے کو واضح کرنے کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ ذیل میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے ہاں اطلاق ضعیف کے اصول وضوابط کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کی سب سے اہم خدمات میں "سلسلہ الاحادیث الصحیحہ" اور "سلسلہ الاحادیث الضعیفہ" شامل ہیں۔ ضعیف حدیث وہ روایت ہے جو کسی ایک یا زیادہ شروطِ صحت کو پورا نہ کرے۔ یہ شروط درج ذیل ہیں:

- اتصالِ سند: راویوں کا تسلسل۔
- عدالتِ راوی: راوی کا دیانت دار اور متقی ہونا۔
- ضبطِ راوی: راوی کی یادداشت اور دقت۔
- شذوذ کا نہ ہونا: روایت کا کسی مضبوط روایت کے خلاف نہ ہونا۔
- علت کا نہ ہونا: روایت میں کوئی خفیہ کمزوری نہ ہو۔

شیخ البانی نے ان شروط پر سختی سے عمل کیا اور ان اصولوں کو اپنی تحقیق کی بنیاد بنایا۔

شیخ البانی کے اصول وضوابط

شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف احادیث کے اطلاق میں درج ذیل اصول وضوابط وضع کیے:

- **روایت کی سند کی جانچ:** شیخ البانی ہر روایت کی سند کو پہلے پرکھتے اور سند میں موجود ہر راوی کی تحقیق کرتے۔ وہ راویوں کے حالات (تعدیل و جرح) کو سمجھنے کے لیے کتبِ رجال سے مدد لیتے تھے۔
- **جرح و تعدیل کے قواعد:** شیخ البانی کے نزدیک راویوں کی جرح و تعدیل ایک بنیادی اصول ہے۔ وہ راوی کی ثقاہت یا ضعف کے لیے محدثین کے اقوال پر اعتماد کرتے لیکن ہمیشہ کسی نتیجے تک پہنچنے کے لیے مختلف اقوال کا موازنہ کرتے۔
- **ضعیف احادیث کو رد کرنا:** شیخ البانی کا مؤقف تھا کہ دین میں ضعیف احادیث کو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ وہ کہتے تھے کہ دین کو صحیح احادیث پر ہی قائم رہنا چاہیے کیونکہ ضعیف احادیث سے دین میں کمزوری آتی ہے۔

- **متن کی جانچ:** متن (روایت کا اصل مضمون) کی صحت کے لیے شیخ البانی اس بات کو دیکھتے کہ آیا یہ عقل، قرآن، یا ثابت شدہ سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ وہ متن کی جانچ کو سند کی جانچ کے ساتھ اہم قرار دیتے۔
- **حسن لغیرہ کا اطلاق:** اگر ایک ضعیف حدیث کے ساتھ دوسری ضعیف حدیث ہو جس کے ضعف میں کمی ہو اور وہ مجموعی طور پر حسن کے معیار تک پہنچ جائے، تو شیخ البانی ایسی روایت کو قبول کرتے ہیں لیکن اس کے لیے سخت شرائط عائد کرتے۔
- **فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا استعمال:** شیخ البانی کے نزدیک فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا استعمال مشروط طور پر جائز ہے کہ حدیث کا ضعف شدید نہ ہو۔ حدیث کسی ثابت شدہ اصول کے خلاف نہ ہو۔ اسے دین کا حصہ نہ سمجھا جائے۔
- **احکام میں ضعیف احادیث کی حیثیت:** احکام اور عقائد میں شیخ البانی ضعیف احادیث کو کلی طور پر ناقابل قبول سمجھتے تھے کیونکہ دین کے بنیادی مسائل صرف صحیح احادیث پر مبنی ہونے چاہئیں۔

موضوع احادیث کا رد

شیخ البانی نے موضوع (گھڑی ہوئی) احادیث کو سختی سے مسترد کیا اور ان کے خلاف امت کو خبردار کیا۔ شیخ البانی کے اصول وضوابط کو ان کی تصانیف میں باقاعدہ دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کی مشہور کتب میں "سلسلہ الاحادیث الصحیحہ" اور "سلسلہ الاحادیث الضعیفہ" شامل ہیں۔ ان کتب میں وہ ہر حدیث کی سند، متن اور راویوں کی تحقیق کے ذریعے صحیح اور ضعیف کا تعین کرتے ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے مطابق، صحیح بخاری میں موجود معلق احادیث دو قسم کی ہیں:

- پہلی قسم: وہ احادیث جنہیں امام بخاری رسول اللہ ﷺ تک متصل سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ ان احادیث کو علماء صحیح اور قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔
- دوسری قسم: وہ احادیث جنہیں امام بخاری بغیر سند کے نقل کرتے ہیں۔ یہ "معلق احادیث" کہلاتی ہیں اور ان میں صحیح، حسن، اور ضعیف احادیث شامل ہو سکتی ہیں۔

معلق احادیث کی درجہ بندی

علماء کے مطابق معلق احادیث کی درجہ بندی ان کے ذکر کے انداز پر مبنی ہے: اگر امام بخاری یقین کے الفاظ ("فلاں نے روایت کیا" یا "فلاں نے ذکر کیا") استعمال کریں، تو یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح سمجھی جاتی ہے۔ اگر غیر یقینی الفاظ ("روایت کیا جاتا ہے" یا "ذکر کیا جاتا ہے") استعمال کریں، تو یہ ضعیف ہونے کی علامت ہو سکتی ہے۔ تاہم، یہ عمومی اصول ہے اور ہر حدیث پر لاگو نہیں ہوتا۔ کبھی یقین کے صیغے کے ساتھ ذکر کی گئی حدیث ضعیف ہو سکتی ہے، اور کبھی کمزور صیغے کے ساتھ ذکر کی گئی حدیث صحیح ہو سکتی ہے۔

معلق احادیث کا حکم

معلق احادیث کا حتمی فیصلہ دیگر کتب حدیث میں ان کی سند کا جائزہ لے کر کیا جاسکتا ہے۔ اس کی سند کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ وہ حدیث کس درجے کی ہے۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں موجود تمام احادیث صحیح ہیں، حالانکہ معلق احادیث کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا۔ لہٰذا، اگر کوئی معلق حدیث نقل کی جائے تو یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ وہ "معلق" ہے۔ معلق احادیث کو نقل کرتے وقت یہ کہنا چاہیے کہ "امام بخاری نے معلق ذکر کیا ہے" اور نہیں کہنا چاہیے کہ "امام بخاری نے روایت کیا ہے"۔ معلق

احادیث، حدیث منقطع کی ایک قسم ہیں اور ان میں ضعف پایا جاسکتا ہے۔ البانیؒ کے نزدیک معلق احادیث کے بارے میں احتیاط ضروری ہے۔ ان کی درجہ بندی کے لیے دیگر کتب کو دیکھا جائے۔ انہیں صرف بخاری میں موجود ہونے کی بنا پر صحیح نہ سمجھا جائے۔

خلاصہ بحث

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے مرسل، معلق اور معضل احادیث کے بارے میں جمہور محدثین سے کچھ موافقت اور بعض جگہوں پر اختلاف کا طریق اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک ان اقسامِ حدیث کی بنیاد انقطاعِ سند ہے، لہٰذا اصل میں یہ ضعیف کے درجے میں شمار ہوتی ہیں، مگر وہ ہر روایت کا حکم الگ الگ تحقیق کے بعد لگاتے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ مرسل حدیث کو بلا شرط قبول نہیں کرتے، بلکہ صرف اس صورت میں اس سے استدلال کو جائز سمجھتے ہیں جب مرسل راوی ثقہ، متثبت، اور اہلِ علم میں معتبر ہو، اور روایت کو دیگر شواہد یا متابعات سے تقویت حاصل ہو۔ ان کے نزدیک صرف تابعی کا ارسال حجت نہیں جب تک روایت کے باقی طرق اس کی تائید نہ کریں۔ معلق روایت کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس میں ابتدائے سند سے ایک یا زیادہ راوی ساقط ہوتے ہیں، لہٰذا اسے بلا تحقیق قابلِ استدلال نہیں مانا جاسکتا۔ وہ صحیح بخاری یا دیگر کتب میں وارد معلقات کے بارے میں تفصیلی تحقیق کرتے ہیں کہ آیا امام بخاری نے انہیں تعلیق کے طور پر جزم کے ساتھ ذکر کیا یا تمریض کے ساتھ؛ اور اسی بنیاد پر وہ ان کا حکم بیان کرتے ہیں۔ معضل روایت کو وہ ضعیف ترین مرسل اقسام میں شمار کرتے ہیں کیونکہ اس میں دو یا زیادہ راوی پے در پے ساقط ہوتے ہیں۔ تاہم اگر کسی معضل روایت کی تائید دیگر اسانید یا قرائنِ صحت سے ہو جائے تو وہ اسے حسن لغیرہ کے درجے میں تسلیم کرنے کے قائل ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک مرسل، معلق اور معضل احادیث کو بلا تحقیق رد یا قبول کرنا درست نہیں، بلکہ ہر روایت کو اس کے سیاق، شواہد اور راویوں کی حیثیت کو دیکھ کر پرکھنا چاہیے۔ یہی ان کے اصولِ نقد حدیث کی نمایاں خصوصیت ہے کہ وہ روایت کو محض ظاہری درجہ بندی پر نہیں بلکہ تحقیقِ مفصل اور موازنہ اصولِ محدثین کی روشنی میں جانچتے ہیں۔

References

1 Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, *Lisān al-ʿArab*, (Beirut: Dār al-Jīl, 1408 AH), 11:285.
2 Ibid, 4:1643.
3 Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, *Sharḥ Nukhbat al-Fikar*, (Beirut: Dār al-Fikr, 2015), 87.
4 al-Ṣanʿānī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Tawḍīḥ al-Afkār li-Maʿānī Tanqīḥ al-Anẓār*, ed. Muḥammad Muḥyī al-Dīn (Cairo: Maktabat al-Khānjī, 1386 AH), 1:283.
5 al-ʿIrāqī, Muḥammad ibn Ḥusayn, *al-Tabsirah wa al-Tadhkirah (Sharḥ Alfiyyat al-ʿIrāqī)* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1354 AH), 1:145.
6 Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Muqaddimah Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī), 1:30.
7 al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, *al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab* (Beirut: Dār al-Fikr, 2015), 1:62.
8 al-Sakhāwī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd al-Raḥmān, *Fatḥ al-Mughīth Sharḥ Alfiyyat al-Ḥadīth*, ed. Ṣalāḥ Muḥammad ʿUwayḍah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1417 AH), 1:154.
9 Ibn Rajab al-Ḥanbalī, Zayn al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān, *Sharḥ ʿIlal al-Tirmidhī*, ed. Nūr al-Dīn ʿItr (Damascus: Dār al-Mallāḥ, 1398 AH), 1:297.
10 Ibid., 298.
11 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Ghāyat al-Marām fī Takhrīj Aḥādīth al-Ḥalāl wa al-Ḥarām* (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 1414 AH), 133.
12 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Silsilat al-Aḥādīth al-Ḍaʿīfah*, 1:55.
13 Ibid.
14 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Naṣb al-Manājīq li-Nasf Qiṣṣat al-Gharānīq* (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 1417 AH), 41–45.
15 Ibid.
16 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Silsilat al-Aḥādīth al-Ṣaḥīḥah*, 5:317.
17 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Silsilat al-Aḥādīth al-Ḍaʿīfah*, ḥadīth no. 341.
18 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd*, ḥadīth no. 2177.
19 Ibn Fāris, Aḥmad ibn Fāris, *Muʿjam Maqāyīs al-Lughah* (Aleppo: Maktabat al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1992), 4:345.
20 al-Khaṭīb al-Baghdādī, Aḥmad ibn ʿAlī, *al-Kifāyah fī ʿIlm al-Riwāyah*, ed. Aḥmad ʿUmar Hāshim (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1405 AH), 58.
21 al-Ḥākim al-Naysābūrī, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh, *Maʿrifat ʿUlūm al-Ḥadīth*, ed. Sayyid Muʿaẓẓam (Beirut: Dār al-Āfāq al-Jadīdah, 1400 AH), 36.
22 al-Sakhāwī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd al-Raḥmān, *Fatḥ al-Mughīth*, 1:154.
23 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Ghāyat al-Marām*, 27–28.
24 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Silsilat al-Aḥādīth al-Ḍaʿīfah*, 5:228.
25 Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, *Lisān al-ʿArab*, 3071.
26 Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, *Nuzhat al-Naẓar Sharḥ Nukhbat al-Fikar fī Muṣṭalaḥ Ahl al-Athar*, 96–98.
27 Abū Shuhbah, Muḥammad ibn Muḥammad, *al-Wasīṭ fī ʿUlūm wa Muṣṭalaḥ al-Ḥadīth* (Jeddah: ʿĀlam al-Maʿrifah, 1404 AH), 295.
28 Ibn Bāz, ʿAbd al-ʿAzīz ibn ʿAbd Allāh, *Hadī al-Sārī Muqaddimat Fatḥ al-Bārī* (Beirut: Dār al-Maʿrifah), 17.
29 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *al-Naṣīḥah bi-al-Taḥdhīr min Takhrīb Ibn ʿAbd al-Mannān* (Egypt: Dār Ibn ʿAffān, 1420 AH), 144.
30 al-Albānī, Nāṣir al-Dīn, *Naqd Nuṣūṣ Ḥadīthiyyah fī al-Thaqāfah al-ʿĀmmah* (Egypt: Maṭbaʿ al-Taraqqī, 2016), 7–8.
31 Mālik ibn Anas, *al-Muwaṭṭaʾ*, Kitāb al-Sahw (Beirut: Dār al-Fikr, 2010), 1:82.